

# قصواء، رسولِ اکرمؐ کی مبارک اُونٹنی

عبدالستار خان

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُونٹنی کا نام قصواء تھا۔ قصواء اس اُونٹنی کو کہتے ہیں جو مالک کے نزدیک انتہائی محبوب ہو اور اس محبت کی وجہ سے اس کا مالک اسے کام اور بوجھ ڈھونے سے آزاد کر دے اور دوسری اُونٹنیوں کی طرح اسے چرنے کے لیے چراگاہ نہ بھیجے۔ قصواء اس اُونٹنی کو بھی کہتے ہیں جس کے کان یا ناک یا ہونٹ کا کوئی حصہ کٹا ہوا ہو مگر رسولِ اکرمؐ کی اُونٹنی قصواء اس طرح کے کسی عیب سے پاک تھی۔ قصواء نامی مبارک اُونٹنی رسولِ اکرمؐ کو بہت محبوب تھی۔ اس محبت کی وجہ یہ تھی کہ قصواء اُونٹنی نہایت فرماں بردار اور شریف الطبع تھی۔ اسلامی تاریخ میں 'قصواء اُونٹنی' کا بڑا مقام ہے۔

قصواء قبیلہ بنی قشیر کی چراگا ہوں میں پیدا ہوئی۔ اس کی رنگت سرخی مائل تھی۔ جب قصواء چار سال کی ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اسے بنی قشیر سے ۸۰۰ درہم کے عوض خرید لیا۔ سیرت کی کتابوں میں ہے کہ جب رسولِ اکرمؐ نے صحابہ کرامؓ کو مدینہ منورہ ہجرت کی اجازت دی تو اکثر صحابہ کرامؓ ہجرت کر گئے مگر آپؐ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ہجرت سے یہ کہہ کر روک رکھا کہ شاید اللہ تعالیٰ آپ کے لیے کسی ساتھی کا انتظام کر دے۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ہجرت کی تیاری شروع کر دی اور بنی قشیر سے دو تیز رفتار اور طاقت ور اُونٹنیاں خرید لیں۔ ان دو اُونٹنیوں میں سے ایک قصواء تھی۔

بخاری میں ہے کہ ہجرت کے وقت رسولِ اکرمؐ اور صدیق اکبرؓ نے غار میں پناہ لی۔ تین دن کے بعد جب روانگی کا وقت آیا تو صدیق اکبرؓ نے رسولِ اکرمؐ کی سواری کے لیے اُونٹنی

پیش کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ کے رسول! آپؐ پر میرے ماں باپ قربان، آپؐ ان دو اُونٹیوں میں سے کوئی ایک پسند فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں! مگر میں اس کی قیمت ادا کروں گا۔ صدیق اکبرؓ نے جو اُونٹنی رسول اکرمؐ کو فروخت کی اس کا نام قصواء رکھا گیا۔ آپؐ نے اس کی قیمت ادا کی، پھر اس پر سوار ہو کر مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔

علمائے کرامؒ کا کہنا ہے کہ سفر ہجرت میں حضرت ابو بکر صدیقؓ سے اُونٹنی خریدنے میں حکمت یہ ہے کہ رسول اکرمؐ چاہتے تھے کہ اس مبارک اور تاریخی سفر ہجرت میں آپؐ اپنی جان و مال سے ہجرت فرمائیں۔ قصواء کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آپؐ نے اس پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک کا وہ عظیم سفر کیا جسے اسلامی تاریخ میں ہجرت کہا جاتا ہے۔

اس سفر کے بعد قصواء اُونٹنی کو شرف و رفعت کی کئی منزلیں ملیں۔

مدینہ منورہ پہنچ کر رسول اکرمؐ نے قبا میں قیام فرمایا۔ پھر رسول اکرمؐ نے مدینہ منورہ کا رخ کیا جہاں پہنچنے پر مدینہ منورہ کی بچیوں نے دف بجا کر رسول اکرمؐ کا استقبال کیا۔ اس مبارک سفر میں بھی رسول اکرمؐ قصواء پر سوار تھے۔

مولانا صغی الرحمن مبارکپوری لکھتے ہیں: ”انصار اگرچہ دولت مند نہ تھے لیکن ہر ایک کی یہی آرزو تھی کہ رسول اکرمؐ اس کے ہاں قیام فرمائیں۔ چنانچہ آپؐ انصار کے جس مکان یا محلے سے گزرتے وہاں کے لوگ آپؐ کی اُونٹنی کی تکمیل پکڑ لیتے اور عرض کرتے کہ تعداد و سامان اور ہتھیار و حفاظت فرش راہ ہیں، تشریف لائیے مگر رسول اکرمؐ فرماتے کہ اُونٹنی کی راہ چھوڑ دو، یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔ (الرحیق المختوم، ص ۲۴۱)

مطلب یہ ہے کہ قصواء اُونٹنی توفیق الہی سے چل رہی ہے، اس کی راہ چھوڑ دو، اسے جہاں حکم ہوگا وہیں بیٹھ جائے گی۔ نیز اُونٹنی کے بیٹھنے کے مقام پر ہی مسجد نبویؐ کی تعمیر ہوگی اور وہیں رسول اللہ قیام فرمائیں گے۔

یہ سن کر سب قصواء کی راہ سے ہٹ گئے اور حیرت و استعجاب سے اس کی حرکات و سکنات کا جائزہ لیتے رہے۔ قصواء چلتی رہی یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچ کر بیٹھی جہاں آج مسجد نبویؐ ہے لیکن رسول اکرمؐ نیچے نہیں اُترے۔ قصواء دوبارہ اٹھی، تھوڑی دور گئی، مڑ کر دیکھنے کے بعد دوبارہ اسی مقام پر

آکر بیٹھ گئی۔ اس کے بعد آپؐ نیچے تشریف لے آئے۔ یہ آپؐ کے ننھیال والوں، یعنی بنی نجار کا محلہ تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو ننھیال میں قیام فرما کر رسول اکرمؐ کی عزت افزائی کرنا چاہتے تھے۔ اب بنو نجار کے لوگوں نے میزبانی کا شرف حاصل کرنے کے لیے رسول اکرمؐ سے عرض کیا مگر حضرت ابویوب انصاریؓ نے لپک کر قصواء سے کجاوہ اٹھالیا اور اپنے گھر لے گئے۔ اس پر رسول اکرمؐ نے فرمایا: ”آدمی اپنے کجاوے کے ساتھ ہے“۔ چنانچہ حضرت ابویوب انصاریؓ کو رسول اکرمؐ کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ ادھر حضرت سعد بن زرارہؓ نے آکر قصواء کی نکیل پکڑ لی چنانچہ اس مدت کے دوران قصواء ان کے پاس رہی۔

اللہ تعالیٰ نے قصواء کو وہ طاقت و قوت عطا کی کہ وہ وحی کے بار کو برداشت کر سکے۔ علمائے کرام کہتے ہیں کہ یہ واحد سواری تھی جو وحی کا بار برداشت کر سکتی تھی۔ آپؐ اس پر سوار ہوتے اور اچانک آپؐ پر وحی کا نزول ہوتا تھا۔ وحی کے نزول کے وقت آپؐ کا جسم اطہر اپنے وزن سے کئی گنا بھاری ہو جاتا تھا یہاں تک کہ اس کی تاثیر گرد کی چیزوں پر بھی ہوتی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: ”رسول اللہ اپنی اُٹنی پر سوار ہوتے اور اچانک وحی کا نزول ہوتا۔ وحی کا اتنا بوجھ ہوتا تھا کہ ہمیں ایسا معلوم ہوتا گویا قصواء کی ہڈیاں چٹخ جائیں گی“۔

وحی کے بوجھ کا اندازہ لگانے کے لیے ایک اور روایت پیش خدمت ہے۔ ایک مرتبہ آپؐ حضرت زید بن ثابتؓ کی ران پر سر مبارک رکھ کر آرام فرما رہے تھے کہ اچانک وحی کا نزول شروع ہو گیا۔ سیدنا زید کہتے ہیں: ”اللہ کی قسم! قرآن کے بوجھ سے قریب تھا کہ میری ہڈی ٹوٹ جاتی۔ میں سمجھا کہ آج کے بعد میں اپنے پیروں پر نہیں چل سکتا“۔

قصواء کو یہ شرف حاصل ہے کہ اسے پانچ اہم مواقع میں شرکت نصیب ہوئی۔ رسول اکرمؐ غزوہ بدر کے لیے اسی پر سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ صلح حدیبیہ، عمرہ قضا، فتح مکہ اور حجۃ الوداع کے سفر میں بھی قصواء شریک تھی۔

فتح مکہ کے موقع پر رسول اکرمؐ مکہ مکرمہ میں اس حال میں داخل ہوئے کہ تواضع اور انکساری سے آپؐ کا سر جھکا ہوا تھا۔ روایات میں آتا ہے کہ رسول اکرمؐ نے اس قدر سر جھکا لیا کہ سراقہ قدس قصواء کے کوہان سے لگ رہا تھا۔ جب آپؐ مسجد الحرام میں فاتح بن کر داخل ہوئے تب

بھی آپؐ قصواء پر سوار تھے۔ اس وقت بیت اللہ کے گرد ۳۶۰ بت تھے۔ آپؐ کے ہاتھ میں کمان تھی۔ آپؐ کمان سے بتوں کو مارتے اور فرماتے: ”حق آگیا اور باطل مٹ گیا، باطل جانے والی چیز ہے“۔ آپؐ کی ٹھوک سے بت اوندھے منہ گر پڑتے۔ آپؐ نے قصواء پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف فرمایا۔

آپؐ جب کسی صحابی کو کسی اہم مہم کے لیے اپنا سفیر بنا کر روانہ کرتے تو اسے قصواء پر بھیجتے تھے۔ ذوالقعدہ ۹ ہجری کو نبی کریمؐ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو امیر المہاجرین بنا کر مکہ مکرمہ روانہ کیا۔ قافلے کی روانگی کے بعد سورہ توبہ کی ابتدائی آیات نازل ہوتی ہیں جن میں مشرکین سے کیے گئے عہد و پیمانہ کو برابری کی بنیاد پر ختم کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اس حکم کے آجانے کے بعد رسول اکرمؐ نے حضرت علیؓ کو روانہ فرمایا تاکہ وہ آپؐ کی جانب سے اعلان کر دیں۔ خون اور مال کے عہد و پیمانہ میں عربوں کا دستور تھا کہ آدمی یا تو خود اعلان کرے یا اپنے خاندان کے کسی فرد سے اعلان کروائے۔ خاندان سے باہر کے کسی آدمی کا کیا ہوا اعلان تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔ آپؐ نے حضرت علیؓ کو قصواء پر سوار کیا اور مکہ مکرمہ کی طرف روانہ کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ قصواء پر سوار ہو کر جب حضرت ابو بکرؓ تک پہنچتے ہیں تو نماز کا وقت ہو گیا تھا۔ تکبیر کہی گئی تھی اور حضرت ابو بکرؓ جماعت کی امامت کرنے کے لیے آگے بڑھے ہی تھے کہ قصواء کی آواز سنائی دی۔ حضرت ابو بکرؓ جو تکبیر کہنے والے تھے، رُک گئے اور فرمایا: ”یہ قصواء کی آواز ہے، شاید آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے ہیں“۔ جب قصواء قریب آتی ہے تو اس پر سوار بھی نظر آجاتے ہیں۔

دوسری روایت کے مطابق حضرت علیؓ کی حضرت صدیق اکبرؓ سے ملاقات عرج یا وادی ضحنان میں ہوئی۔ حضرت ابو بکر نے سیدنا علیؓ کو قصواء پر سوار دیکھا تو دریا یافت کیا: امیر ہو یا مامور؟ حضرت علیؓ نے فرمایا: مامور۔ پھر دونوں آگے بڑھے۔

حضرت ابو بکرؓ نے امیر المہاجرین کی حیثیت سے لوگوں کو حج کرایا۔ دسویں تاریخ، یعنی قربانی کے دن حضرت علیؓ نے قصواء پر سوار ہو کر جمرہ کے پاس لوگوں میں وہ اعلان کیا جس کا حکم رسول اللہؐ نے دیا تھا۔ تمام عہد والوں کا عہد ختم کر دیا اور انہیں چار مہینے کی مہلت دی۔ جن کے ساتھ عہد

وہ بیان نہیں تھا، انھیں بھی چار مہینے کی مہلت دی۔ جن مشرکین نے مسلمانوں سے عہد نبھانے میں کوتاہی نہیں کی، نہ مسلمانوں کے خلاف کسی کی مدد کی، تو ان کا عہد ان کی طے کردہ مدت تک برقرار رکھا۔ حضرت ابو بکرؓ نے صحابہ کی ایک جماعت بھیج کر یہ اعلان عام کروایا کہ آئندہ کوئی مشرک حج نہیں کر سکتا، نہ کوئی بے لباس ہو کر بیت اللہ کا طواف کر سکتا ہے۔ یہ اعلان گویا جزیرہ عرب سے بت پرستی کے خاتمے کا اعلان تھا۔

مختلف مہمات کے علاوہ سفر و حضر کے دوران بھی اکثر و بیشتر صحابہ کرامؓ، رسول اکرمؐ کے ساتھ قصواء پر سوار ہوئے۔ حجۃ الوداع کا سفر بھی آپؐ نے قصواء پر کیا۔ روایات میں آتا ہے کہ ۹ ذوالحجہ کو آپؐ کے حکم پر قصواء پر کجاوہ کسا گیا اور آپؐ بطن وادی میں تشریف لے گئے جہاں ایک لاکھ ۲۴ ہزار یا ایک لاکھ ۴۴ ہزار صحابہ کرام کا مجمع تھا۔ آپؐ نے وہاں ایک جامع خطبہ دیا۔ یہ خطبہ حجۃ الوداع کے نام سے معروف ہے۔ یہ مساواتِ انسانیت اور ذاتِ پات کے خاتمے کا اولین چارٹر ہے۔ قصواء کو یہ شرف حاصل ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے اس کی پیٹھ پر بیٹھ کر یہ جامع خطبہ ارشاد فرمایا: ”لوگو! میری بات سنو۔ میں نہیں جانتا کہ شاید اس سال کے بعد اس مقام پر میں تم سے کبھی مل سکوں۔ تمہارا خون اور تمہارا مال ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے جس طرح تمہارے آج کے دن کی، رواں مہینے کی اور اس شہر کی حرمت ہے۔ سن لو! جاہلیت کی ہر چیز میرے پاؤں تلے روند دی گئی۔“

عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیوں کہ تم نے انھیں اللہ کی امانت کے ساتھ لیا ہے اور اللہ کے کلمے کے ذریعہ حلال کیا ہے۔

میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو تم اس کے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے، وہ ہے اللہ کی کتاب اور میری سنت۔

تم سے میرے بارے میں پوچھا جانے والا ہے، تو تم لوگ کیا کہو گے؟ صحابہؓ نے کہا کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپؐ نے تبلیغ کر دی، پیغام پہنچا دیا اور خیر خواہی کا حق ادا فرما دیا۔ یہ سن کر آپؐ نے انگشتِ شہادت کو آسمان کی طرف اٹھایا اور لوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا: اے اللہ گواہ رہ۔

واضح رہے کہ رسول اکرمؐ کے تمام خطبات میں یہ خطبہ جو حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا گیا، آپؐ کا طویل ترین خطبہ ہے۔

مولانا صفی الرحمن مبارکپوری لکھتے ہیں: ”خطبہ ارشاد فرمانے اور ظہر و عصر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپؐ جاے وقف پر تشریف لے گئے۔ قصواء کا شکم چٹانوں کی جانب کیا اور جبل مشاء کو سامنے کیا اور قبلہ رخ وقف فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا۔ اس کے بعد رسول اکرمؐ قصواء پر سوار ہوئے اور حضرت اسامہ بن زیدؓ کو پیچھے بٹھایا۔ وہاں سے مزدلفہ تشریف لے گئے۔“

رسول اکرمؐ کو قصواء اس قدر محبوب تھی کہ اسے دیگر اُٹنیوں کی طرح کھونٹے سے باندھ کر نہیں رکھا جاتا تھا بلکہ اسے کھلا چھوڑا جاتا تھا۔ قصواء کا دائمی مسکن جنت البقیع کے قریب ایک چراگاہ تھی۔ قصواء وہاں قرب و جوار کی جھاڑیوں سے چرتی تھی۔ رسول اکرمؐ قصواء کو پیار سے کبھی ’جدعاء‘ بھی کہہ کر بلاتے۔ کبھی ’قضاء‘ اور کبھی ’عصاء‘ کہتے۔ گویا یہ سب قصواء کے نام ہیں۔ قصواء کو اُٹنوں کے دوڑ کے مقابلوں میں بھی کبھی کبھار شریک کرایا جاتا تھا۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں: ’جب کبھی قصواء کو اُٹنوں کے مقابلوں میں شریک کروایا گیا تو قصواء دوڑ میں ہمیشہ بازی لے گئی۔“

حضرت سعید بن المسیبؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ دوڑ کے مقابلے میں قصواء پیچھے رہ گئی اور دوسری اُٹنی اس پر سبقت لے گئی۔ اس پر مسلمانوں کو افسوس ہوا۔ جب نبی کریمؐ کو معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا: ’دنیا کی چیزوں میں جس چیز کو لوگ بہت زیادہ بلند مقام دینے لگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ضرور اسے اس کے مقام سے گراتا ہے۔“

قصواء رسول اکرمؐ کی خدمت میں ۱۱ سال تک رہی۔ آپؐ کی وفات جہاں تمام صحابہ کرامؓ کے لیے عظیم صدمہ تھا وہاں قصواء کے لیے بھی حضورؐ کی وفات کسی بڑی مصیبت سے کم نہ تھی۔ صحابہ کرامؓ اس صدمے سے نکل آئے مگر قصواء کو رسول اکرمؐ کی جدائی برداشت نہ ہو سکی۔ شدتِ غم کی وجہ سے خود اپنا بوجھ اٹھانے کے قابل نہ رہی۔ قصواء نے کھانا پینا ترک کر دیا۔ آنکھوں سے مسلسل آنسو بہتے رہتے تھے، یہاں تک صحابہ کرامؓ نے اس پر رحم کھاتے ہوئے اس کی آنکھوں پر

پٹی باندھ دی۔ رسول اکرم کی وصال کے بعد قصواء پر کوئی سوار نہ ہوا، پھر حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کا ایک سال بھی پورا نہیں ہوا کہ قصواء بھی اس دنیا سے رخصت ہو گئی۔

---